نظرات

مسلم پرسنل لا کے موضوع پر جو علماء کرام نہایت محنت و جانفشانی سے داد تحقیق دے رہے ہیں ان میں سے بعض اس میدان میں اتنے آگے چلے گئے ہیں کہ ہمیں اندیشہ ہے کہیں وہ حضرات جو مسلم پرسنل لا میں تغیر و تبدل کے حامی ہیں ان کو ان مضامین میں اپنی تائید کا سامان نہ مل جائے۔ مثلاً ایک مولانا نے تحقیق کی ہے (اور بالکل صحیح کی ہے) کہ (۱) طلاق اسلام میں ابغض المباحات ہے (۲) طلاق اگر بے ضرورت ہو اور بے وجہ ہو تو جمہور علما کے نزدیک مکروہ اور امام صاحب کے نزدیک حرام ہے (۳) میاں اور بیوی میں اگر نزاع ہو تو شوہر فوراً اس کو طلاق نہ دے بلکہ قرآن کے حکم کے مطابق دونوں کی طرف سے ایک شخص حکم ہو اور وہ اصلاح ذات البین کی کوشش کریں۔ اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو اب شوہر کو طلاق دینے کی اجازت ہے (۴) لیکن ان حالات میں بھی طلاق دینے کے لئے چند قیود و حدود ہیں۔ مثلاً یہ کہ شوہر طہر کی حالت میں ایک طلاق دے، اور تمام طلاقیں ایک ہی مرتبہ نہ دے۔

اب مسلم پرسنل میں تغیر و تبدل کا حامی ایک شخص کہتا ہے کہ پاکستان میں جو عائلی قانون بنا ہے تو اس کا حاصل بھی تو یہی ہے کہ معاشرہ میں عام فساد کے پیدا ہو جانے کے باعث طلاق کی اباحت سے حکم کو جس طرح غلط اور شریعت کے منشا کے خلاف استعمال کیا جا رہا ہے اس قانون کے ذریعہ اس کا انسداد کرنا مطلوب ہے۔ اور اگر پاکستان میں یہ

بات صحیح ہے تو کسی دوسرے ملک میں درست کیوں نہیں ہو سکتی " طلاق کے سلسلہ میں تحقیق و تنقیح کی یہ مثال ہم نے صرف نمونہ کے طور پر نقل کی ہے ورنہ تعداد ازواج وغیرہ دوسرے مسائل کا عالم بھی یہی ہے۔ اب فرمائیے اگر کوئی "تجدد پسند" یہ کہے تو آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے ؟

حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ راقم الحروف نے دارالعلوم دیوبند میں مسلم پرسنل لا پر اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے کہا بھی تھا۔ مسلم پرسنل لا کا معاملہ جو زیر بحث ہے، یہ نہ ہونا چاہیئے کہ اس بارہ میں اسلام کے احکام کیا ہیں ؟ ان احکام کی تفصیلات کیا ہیں ؟ اس میں فقہاء کے آراء کیا ہیں ؟ اور ان کے لئے شرائط و قیود کیا ہیں ؟ اور تاریخ اسلام میں ان پر عمل کس کس شکل و صورت میں ہوتا رہا ہے ؟ بلکہ اصل معاملہ یہ ہے کہ سماج میں اختلال پیدا ہو جانے کے باعث جب شریعت کے بعض سماجی احکام کا استعمال ان کی اصل اسپرٹ اور روح اور شارع علیہ السلام کے منشا و مقصد کے خلاف عام طور پر کیا جا رہا ہو اور ان کو ہوس پرستوں نے اپنے لیے سہولت کا ذریعہ بنا لیا ہو تو اب ان حالات کی اصلاح کا طریقہ کیا ہے ؟ کیا اس مقصد کے لئے حکومت سے کوئی قانون بنوانا درست ہے ؟ اگر ہے تو کن شرائط کے ساتھ ؟ اور اگر نہیں ہے تو ان حالات کی اصلاح کیونکر ہو سکتی ہے ؟

ہم کو یہ سطور لکھنے کی ضرورت اس لئے ہوئی کہ دارالعلوم دیوبند کے مذکورہ بالا اجتماع کے لئے جن حضرات نے مقالات لکھے تھے ان میں سے بعض نے اپنے مقالات کی اشاعت قبل از وقت کر دی ہے۔ یہ مقالات عوام کے لئے ہرگز نہیں لکھے گئے تھے اور ان کا مقصد یہ تھا کہ ان مقالات کی روشنی میں دیوبند کے اجتماع میں شریک علما اصل موضوع بحث پر بحث و تمحیص اور غور و فکر کر سکیں اور پھر بمبئی میں جو عظیم اجتماع

ہونے والا ہے اس میں اپنے فیصلہ کا اعلان کردیں۔

افسوس ہے پچھلے دنوں پروفیسر سید احتشام حسین کا اکسٹھ برس کی عمر میں اچانک حرکتِ قلب کے بند ہو جانے کے باعث الہ آباد میں انتقال ہو گیا۔ موصوف اردو زبان کے نامور استاذ بلند پایہ ادیب، مصنف اور نقاد تھے۔ اگرچہ انھوں نے لسانیات۔ تاریخ اور سماجیات پر بھی لکھا ہے لیکن ان کی قلمی تگ و دو کا اصل میدان تنقید تھا۔ اگرچہ وہ ترقی پسند نظریۂ ادب کے حامی اور اس کے علمبردار تھے، لیکن طبیعت میں سنجیدگی تھی اور فکر میں اعتدال و توازن، اس حیثیت سے انہوں نے اردو ادب میں نئی تحریکوں کی رہنمائی کی اور ان کو غلط راستہ پر پڑ جانے سے بچانے کی بھرپور کوشش کی۔ ان کی تحریر شگفتہ اور رواں ہوتی تھی اور اس میں زبان کے چٹخارہ کے بجائے علمی وقار ہوتا تھا۔ اردو زبان ادب میں محقق اور تنقید نگار نوجوانوں کی موجودہ نسل کے پیدا کرنے میں ان کا بڑا حصہ ہے۔ اخلاق و عادات کے اعتبار سے بڑے شریف، ہمدرد، متواضع اور سادہ طبیعت انسان تھے، اللہ تعالیٰ ان کو مغفرت و بخشش کی نعمت سے سرفراز فرمائے۔

ضروری گزارش

حضرات ممبران ادارہ اور برہان کے خریداروں سے گزارش ہے کہ ادارہ سے آپ حضرات کو یاددہانی کے جو خطوط ارسال کیے جا رہے ہیں ان پر فوری توجہ فرمائیں۔ نیز خطوط ارسال کرتے وقت یا منی آرڈر کوپن پر اپنا پورا پتہ اور خریداری نمبر کا لکھنا نہ بھولیں جو پتہ کی چٹ پر درج ہوتا ہے۔ تاکہ تعمیل ارشاد میں تاخیر نہ ہو

— نیاز مند (منیجر) —